Regd. No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ

الفضل

لاہور

تار کا پتہ:۔ الفضل لاہور

قیمت فی پرچہ ۱ آنہ

یوم:۔ منگل ۲۳ شعبان ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ | ۲۷ شہادت ۱۳۳۳ ہش | ۲۷ اپریل ۱۹۵۴ء | نمبر ۳۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاعات

احباب اپنے پیارے امام کی صحت کے لئے برابر دعائیں جاری رکھیں

ربوہ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں:۔

ربوہ ۲۶ اپریل۔ کل حضور کو ہلکی حرارت رہی ٹمپریچر ۹۹.۲ تک ہو گیا تھا۔ زخم کے مقام پر خارش بہت رہی۔ پیشاب میں شوگر نہیں پائی جاتی۔

ربوہ ۲۵ اپریل۔ کل حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ اور پیشاب میں شکر نہیں پائی گئی۔

احباب حضور ایدہ اللہ کی کامل صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

حادثہ جہلم کے متعلق عدالتی تحقیقات کی رپورٹ شائع کر دی گئی

حادثہ کی فوری وجہ آئل ایکسپریس کے ڈرائیور اور گارڈ کی شدید غفلت تھی

ہلاک شدگان کی تعداد ایک سو تیس سے لے کر دو سو پچاس تک ظاہر کی گئی ہے

لاہور ۲۶ اپریل۔ ۱۲ جنوری کو جہلم کے نزدیک ۲ ڈاؤن پاکستان میل کو جو خوفناک حادثہ پیش آیا تھا۔ اس کے اسباب کے متعلق مسٹر ایس اے رحمان کی تحقیقاتی رپورٹ شائع کر دی گئی ہے۔ رپورٹ میں حادثہ کی فوری وجہ ۵۰۵ اپ آئل ایکسپریس کے ڈرائیور عبدالشکور اور گارڈ نعیم الدین کی شدید غفلت ظاہر کی گئی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ ان دونوں نے اپنے وہ فرائض انجام نہیں دیئے جو ضابطہ کے تحت ان پر عائد کئے گئے تھے۔ حادثہ کا دور کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ آئل ایکسپریس کے سولہویں ڈبہ کے دھرے کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے کئی ڈبے پٹڑی سے اتر گئے۔ اور اس سے ڈاؤن لائن بند ہو گئی۔ آئل ایکسپریس کی رفتار ضرورت سے زیادہ تھی اور اس کے ڈرائیور اور گارڈ نے شدید لاپروائی کا اظہار کیا۔ ۲ ڈاؤن ایکسپریس کے ڈرائیور کا بیان ہے کہ اس نے مین لائن پر رکاوٹ اس وقت دیکھی۔ جب میل اور رکاوٹ میں ایک ڈبہ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ میل کو اس وقت بریک لگانا ناممکن تھا۔ کیونکہ وہ پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آ رہی تھی تاہم اس نے ایمرجنسی بریک لگانے کی کوشش کی۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ اس سے کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میل پوری قوت سے آکر میل ۴۴ کے الٹے ہوئے ڈبوں سے ٹکرا گئی۔ حادثہ میں ہلاک ہونے والے لوگوں کی تعداد کا صحیح طور پر اندازہ نہیں لگایا جا سکا۔ تاہم اغلباً ہلاک شدگان کی تعداد ایک سو تیس سے لے کر دو سو اکاون تک ہو گی۔ امدادی کاموں کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس موقعہ پر جو امدادی اقدامات کئے گئے۔ وہ فوری اور کافی تھے۔

جنیوا کانفرنس شروع ہو گئی

جنیوا ۲۶ اپریل۔ آج جنیوا کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کے بارہ میں روس اس امر پر راضی ہو گیا۔ کہ تھائی لینڈ کے وزیر خارجہ اس کی صدارت کریں۔ چنانچہ آج تیسرے پہر ان کی صدارت میں کانفرنس شروع ہو گئی۔ روس اور مغربی طاقتوں کی ابتدائی بات چیت میں صدارت کے مسئلہ کے بارہ میں بھی رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔ فرانس کے وزیر خارجہ مسٹر بیدو نے روس سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ کمیونسٹ چین کو بڑی طاقتوں میں شامل کرنے کا اصرار چھوڑ دے۔ انہوں نے روسی نمائندے مسٹر مولوٹوف سے ایک ملاقات میں یہ اپیل کی۔ مسٹر بیدو نے کہا ہے کہ کمیونسٹ ہند چینی کی لڑائی میں حصہ لے رہا ہے اور اس کے اصلی ارادے ڈین بین فو کی لڑائی میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس امید پر کانفرنس میں حصہ لے رہا ہے کہ شاید ہند چینی میں امن قائم ہو جائے۔ اس سے پہلے انہوں نے پیرس میں کہا تھا کہ میں جلد از جلد ہند چینی میں اپنے بہادروں کو امداد پہونچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں گا۔

کانگرس اور پرجا سوشلسٹ پارٹی کے حامیوں میں جھڑپ

کانپور ۲۶ اپریل۔ کانپور میں کانگرس اور پرجا سوشلسٹ پارٹی کے حامیوں میں جھڑپ ہو گئی جس کے سلسلہ میں پولیس نے تینتیس آدمی گرفتار کر لئے۔ ان میں مسٹر راج نرائن بھی ہیں۔ جو یوپی اسمبلی میں حزب مخالف کے لیڈر ہیں۔ گرفتاریوں کے بعد ایک جلوس بھی نکلا۔ جس پر پولیس نے ہلکا سا لاٹھی چارج بھی کیا۔

فلپائن کی جاپان سے درخواست

منیلا ۲۶ اپریل۔ فلپائن نے جاپان سے درخواست کی ہے کہ تاوان جنگ ادا کرنے کے متعلق عنقریب دونوں ملکوں کی جو کانفرنس ہونے والی تھی۔ اسے کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

کراچی میں صوبائی ریاستی وزرائے اعلیٰ کا اجلاس

کراچی ۲۶ اپریل۔ آج صبح کراچی میں صوبائی اور ریاستی وزرائے اعلیٰ کی کانفرنس شروع ہوئی۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے کانفرنس کی صدارت کی۔ اس کانفرنس میں مرکزی کابینہ کے وزیر بھی شریک ہوئے یہ اجلاس چار گھنٹے تک جاری رہا۔

دستور ساز اسمبلی کا اجلاس کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی

کراچی ۲۶ اپریل۔ آج صبح مجلس دستور ساز کا اجلاس کورم پورا نہ ہونے کی وجہ سے نہ ہو سکا۔ صدر نے اعلان کیا کہ ایسی صورت میں اجلاس کی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ اسلئے اجلاس ۲ مئی تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ پارلیمنٹ کا اجلاس کل منعقد ہو گا۔

شاہ سعود کا پیغام بحری فوج کے کمانڈر انچیف کے نام

کراچی ۲۶ اپریل۔ شاہ سعود نے اپنے خاص بحری جہاز سے وائرلیس کے ذریعہ ایک پیغام بھیجا ہے۔ جس میں ان بحری جہازوں کی بہت تعریف کی ہے جو کچھ فاصلے تک ان کے جہاز کے ساتھ گئے تھے بحری فوج کے کمانڈر انچیف نے شاہ سعود کے پیغام کا شکریہ ادا کیا ہے۔

مشرقی بنگال کابینہ کی وزیر اعظم سے ملاقات

کراچی ۲۶ اپریل۔ آج کراچی میں مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ اور ان کی کابینہ نے وزیر اعظم مسٹر محمد علی سے مشرقی بنگال کے مالی امور پر بات چیت کی۔ وزیر مزانہ مسٹر محمد علی اور مرتضیٰ علی چوہدری بھی اس بات چیت میں شامل تھے۔

کشمیر کے بارہ میں ہندوستان کے رویہ پر مانچسٹر گارڈین کی نکتہ چینی

لندن ۲۶ اپریل۔ لندن کے اخبار مشہور اخبار مانچسٹر گارڈین نے مسئلہ کشمیر کے بارہ میں اپنے ایک اداریہ میں لکھا ہے کہ اگر ہندوستان کشمیر میں اپنی ذمہ داریوں کو اخلاقی طور پر پورا کرنے کا ارادہ رکھتا۔ تو جنیوا کانفرنس میں اسکے رویہ کا زیادہ اثر پڑتا۔ اخبار نے ہندوستان کی عہد شکنیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسٹر محمد علی اور پنڈت نہرو کی اگست والی ملاقات میں یہ طے ہو گیا تھا کہ اپریل کے آخر تک ناظم رائے شماری کو اپنا عہدہ سنبھال لینا چاہیئے۔ لیکن اگرچہ وقت آ گیا ہے۔ لیکن ناظم رائے شماری کا ابھی کہیں پتہ بھی نہیں ہے۔

مقبوضہ کشمیر کو ایک کروڑ روپے کی امداد

نئی دہلی ۲۶ اپریل۔ ہندوستان نے مقبوضہ کشمیر کو ایک کروڑ روپیہ دیا ہے۔ تاکہ وہ اناج کا بھاؤ گرا سکے۔ نئے سال کے بجٹ میں مقبوضہ کشمیر کے لئے تین کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کی جو رقم رکھی گئی ہے۔ یہ رقم اسی میں سے دی گئی ہے۔

برما اور انڈونیشیا کے وزرائے اعظم کولمبو کانفرنس کے لئے روانہ ہو گئے

کلکتہ ۲۶ اپریل۔ جنوب مشرقی ایشیا کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شریک ہونے کیلئے برما کے وزیر اعظم کولمبو جاتے ہوئے کلکتہ پہنچے انہوں نے کہا کہ میں کولمبو کانفرنس میں ایشیائی ملکوں میں اقتصادی تعاون کی ٹھوس تجاویز پیش کرنے پر زور دوں گا۔ انڈونیشیا کے وزیر اعظم بھی جکارتہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

سعود احمد پرنٹر و پبلشر نے الصادق پریس لاہور میں طبع کرا کر ۲۔ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

گناہ کی بخشش

عن ابی بکر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من رجل یذنب ذنباً ثم یقوم فیتطھر ثم یصلی ثم یستغفر اللہ الا غفر لہ۔ ثم قرأ والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم۔ (ترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص گناہ کرتا ہے۔ اور اس کے بعد وضو کرکے نماز ادا کرتا ہے۔ اور پھر اپنے گناہ کی سچی نیت سے بخشش چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ کہ وہ لوگ جو کوئی گناہ کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ پھر وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ (الآیۃ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تزکیۂ نفس کے لئے صحبتِ صالحین بہت مفید ہے

"قرآن شریف میں آیا ہے۔ قد افلح من زکٰھا اس نے نجات پائی۔ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔ جھوٹ وغیرہ اخلاق رذیلہ دور کرنے چاہئیں۔ اور جو راہ پر چل رہا ہے۔ اس سے راستہ پوچھنا چاہیئے اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ درست کرنا چاہیئے۔ کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق کبھی درست نہیں ہوتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ تو سیدھی راہ پر چلتا ہے۔ ورنہ بہک جاتا ہے۔

فرمایا:۔ رات کے وقت جب سب طرف خاموشی ہوتی ہے۔ اور ہم اکیلے ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی خدا کی یاد میں دل ڈرتا رہتا ہے۔ کہ وہ بے نیاز ہے۔

فرمایا:۔ جب انسان کو کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور عجز و مصیبت کی حالت نہیں رہتی۔ تو جو شخص اس وقت انکسار کو اختیار کرے اور خدا کو یاد رکھے۔ وہ کامل ہے ؎

چوں بدولت برسی مست نگردی مردی

انیس ۱۹ سالہ جہاد دریافت کرنیوالوں کیلئے ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل میں تحریک جدید کے دفتر اول کا انیس سالہ حساب ایک کتاب میں شائع کرنے کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ پہلے دس سال کا حساب تو دسویں سال کے رجسٹر پر لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ اس وقت حضور کا دستخطی سرٹیفکیٹ بھی دیا گیا تھا۔ مگر اس کے بعد گیارھویں سال سے انیسویں سال تک کا حساب الگ الگ نو ۹ رجسٹروں سے نکال کر تیار کیا جاتا ہے۔ چونکہ جس دوست نے جس جگہ سے وعدہ کیا ہے۔ اسی جگہ اس کا حساب رکھا گیا ہے۔ اسلئے جو دوست دریافت کریں انہیں چاہیئے کہ وہ بہ تفصیل لکھیں۔ کہ انہوں نے دسواں سال کہاں سے ادا کیا تھا۔ اور اس کے بعد کے وعدے کہاں کہاں سے گئے۔ تا اس تفصیل کی روشنی میں ان کا حساب جلد تر بن سکے۔ اور ان کو جواب جلد تر دیا جا سکے۔ پس ۱۹ سالہ حساب دریافت کرنے والے ایسی تشریح ضرور کریں۔ کئی دوست حساب دریافت کرتے ہوئے صرف یہ لکھ دیتے ہیں کہ ہمارا ۱۹ سالہ حساب فوراً ارسال کیا جائے۔ ایسے دوستوں کو جلد حساب نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ الگ الگ سال کا حساب دس رجسٹروں سے نکالنا ہوتا ہے۔ لیکن اگر تشریح ہو گی۔ تو دفتر جلد جواب دے سکے گا۔ احباب کو یہ بھی یاد رہنا چاہیئے کہ انیس ۱۹ سالہ فہرست میں صرف ان کا نام آئے گا۔ جو انیس سال پورے دے چکے ہوں۔ بقایا دار نہیں۔ اسلئے بقایا دار احباب فوری توجہ فرماویں تا ان کا نام فہرست میں ایک دو سال کے بقایا کے باعث آنے سے رہ نہ جائے۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ

مندرجہ ذیل عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ کی منظوری تا اپریل ۱۹۵۸ء دی جاتی ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

جامکے

- ملک عطاء محمد صاحب — پریذیڈنٹ
- چوہدری احمد دین صاحب — سکرٹری مال امام الصلوٰۃ
- ملک افتخار احمد صاحب — جنرل سیکرٹری

چونڈہ

- میاں محمد وارث صاحب — پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ اڈیٹر
- چوہدری اسد اللہ خانصاحب — وائس 〃
- میاں عبد الرشید صاحب — جنرل سیکرٹری
- مستری محمد شفیع صاحب — سکرٹری مال
- چوہدری رحمت خانصاحب — 〃 امور عامہ
- 〃 عبد اللہ خانصاحب — 〃 تعلیم و تربیت
- میاں عطاء اللہ صاحب — 〃 تبلیغ و آئین

چو ہگپورہ

- چوہدری نذیر احمد صاحب — پریذیڈنٹ
- 〃 احمد دین صاحب — سکرٹری مال
- 〃 چوہدری خان محمد صاحب — سکرٹری تعلیم و تربیت و تبلیغ

چوہڑھ منڈھ

- چوہدری دین محمد صاحب — پریذیڈنٹ سکرٹری تبلیغ
- 〃 امام دین صاحب — سکرٹری مال

درگانوالی

- چوہدری علی محمد صاحب — پریذیڈنٹ و سکرٹری مال
- خلیل احمد صاحب — سکرٹری دعوۃ و تبلیغ
- چوہدری عبد اللہ صاحب مہاجر — 〃 تعلیم و تربیت
- 〃 خورشید احمد صاحب — 〃 امور عامہ
- 〃 عبد اللہ صاحب — 〃 وصایا

ڈگری گھمال

- چوہدری عبد السلام صاحب — پریذیڈنٹ جماعت
- ماسٹر مہر دین صاحب ہیڈ ماسٹر — سکرٹری تبلیغ
- ماسٹر اللہ لوک صاحب — سکرٹری مال
- مولوی محمد شفیع صاحب — 〃 تعلیم و تربیت

ڈسکہ

- میاں محمد ابراہیم صاحب بلڈر — پریذیڈنٹ جماعت
- چوہدری محمد احمد نصر اللہ خانصاحب — وائس پریذیڈنٹ
- نذیر احمد صاحب ناصر — سکرٹری مال
- شیخ عبد العزیز صاحب — 〃 تبلیغ
- ملک غلام نبی صاحب — 〃 تعلیم و تربیت
- چوہدری مسعود احمد
- نصر اللہ خانصاحب — سکرٹری امور عامہ

ایڈیشنل ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ
(پاکستان ربوہ)

رمضان المبارک میں مختلف جماعتوں میں نماز تراویح کا انتظام

نمبر شمار	نام حافظ	نام جماعت جہاں تراویح کے لئے لگایا گیا
۱	مکرم حافظ عبد السلام صاحب	مسجد مبارک ربوہ
۲	〃 حافظ محمد یوسف صاحب	دار الصدر جنوبی ربوہ محلہ الف
۳	〃 حافظ محمد رمضان صاحب	کوئٹہ بلوچستان
۴	〃 حافظ فتح محمد صاحب	راولپنڈی
۵	〃 حافظ محمد اعظم صاحب	لاہور بیرون دہلی دروازہ
۶	〃 حافظ کرم الٰہی صاحب	گنج لاہور
۷	〃 حافظ عزیز احمد صاحب	لائل پور
۸	〃 حافظ عبید اللہ صاحب	گوکھووال
۹	〃 حافظ عبد الرشید صاحب	گھسیٹ پور
۱۰	〃 حافظ علم دین صاحب	ادرحمہ
۱۱	〃 حافظ محمد یوسف صاحب	احمد نگر (دو پارے)
۱۲	〃 ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب	سرگودھا
۱۳	〃 حافظ عبد الجلیل صاحب	پشاور مسجد سول کوارٹرز

نوٹ:۔ اس کے مطابق حفاظ کرام تراویح رمضان میں قرآن مجید سنائیں گے۔ دوستوں کو ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور مقامی احباب کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ نماز تراویح میں شامل ہو کر قرآن پاک سنیں۔

ناظر تعلیم و تربیت ربوہ

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۵۲ء

سبق

۱۱۵

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں فاضل ججوں نے فسادات کی مختلف جماعتوں کی ذمہ داری کا تعین کرتے ہوئے پاکستان کے عام آدمی کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ کہ

"ہمیں یقین ہے۔ کہ ہمارا عام آدمی صاحب شعور ہے۔ اور اگرچہ وہ دنیا کے دوسرے باشندوں کی طرح مذہبی رجحان رکھتا ہے اور غالباً اس سلسلہ میں دوسری قوموں سے پیش پیش ہے۔ لیکن وہ مسائل کو ان کی نوعیت کے مطابق سمجھنے کا پورا شعور رکھتا ہے۔ بشرطیکہ وہ مسائل صحیح طور پر اس کے سامنے پیش کئے جائیں۔"

احمدیوں کے خلاف احراری تحریک کے متعلق اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ اگر عوام کو ہمارے لیڈر اس تحریک اور اس تحریک کے موجدوں کی اغراض سے واقف کراتے۔ تو اس بات میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ عوام اپنے فیصلہ پر نظرثانی کر لیتے۔ اور بعض وکلاء کے اس بات پر زور دینے پر کہ جمہوری حکومت کو عوام کے مطالبات تسلیم کر لینے چاہئیں۔ اور خود مسلم لیگی وزارت کے اس بات میں پناہ چاہنے پر فاضل ججوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ "ہمارے سامنے اس اصول کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اور اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ ایک نمائندہ حکومت کی شکل میں ایک سیاسی لیڈر کو صرف اسی وقت عوام کا نمائندہ کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ وہ عوام کے مطالبات کو تسلیم کرے۔ اور ان کے احساسات وجذبات اور رجحانات وتوقعات کو روبہ عمل لائے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ ہمارے لیڈروں کے لئے یہ ایک کمزور نظریہ ہے۔ ایک ایسے ملک میں جہاں کے عوام کی ایک بڑی اکثریت ان پڑھ ہو۔ اور ان کی ایک قلیل تعداد تعلیم یافتہ ہو۔ ایسی پوزیشن تسلیم کرنے سے یہ پریشان کن نتیجہ برآمد ہوگا۔ کہ ہمارے لیڈر عام جہالت اور تعصبات کے مجسمہ ہیں۔ اور اعلیٰ نظریات سے قطعی تہی دامن ہیں۔ جہاں حق انتخاب رکھنے والا اپنے ملک کے خاص مسائل کو صحیح طور پر سمجھنے کی پوری استطاعت رکھتا ہے۔ وہاں لیڈر کو رائے عام کا پابند رہنا پڑتا ہے یا اپنا عہدہ دوسروں کے لئے خالی کر دینا پڑتا ہے۔ مگر ہمارے ایسے ملک میں لیڈروں کا اصل مقصد ان کی رہنمائی کرنا ہے۔ نہ کہ رہنمائی حاصل کرنا ہے۔"

رپورٹ کے یہ اقتباسات خاص ہمارے ملک کے عوام کی ذہنیت اور لیڈروں کے فرائض کو اچھی طرح واضح کرتے ہیں۔ فاضل ججوں کے نزدیک ہمارے عوام بے شک باشعور ہیں۔ مگر عام طور پر ان پڑھ ہونے کی وجہ سے صحیح رہنمائی کے محتاج ہیں۔ اس لئے ہمارے لیڈروں کا فرض ہے۔ کہ وہ عوام کی صحیح رہنمائی کریں۔ اور ان کے سامنے ملک کے مسائل کی صحیح توضیح پیش کریں۔ تو گو وہ زیادہ تر ان پڑھ ہیں۔ مگر اتنا شعور رکھتے ہیں۔ کہ اگر ان کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ تو وہ جذبات کی رو میں بہہ کر غلط روش پر نہیں چل نکلیں گے۔

فاضل ججوں نے اس نوزائیدہ ملک پاکستان کے عوام اور لیڈروں کے تعلقات کا جو تجزیہ کیا ہے۔ اس کے متعلق دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ اگر ہمارے لیڈر واقعی باشعور ہیں۔ اور وہ اپنے عوام کو ملکی مفاد کے راستہ پر گامزن کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کا کام یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ عوام کے جذبات کی رو میں جس کو خود غرض لوگ بھڑکا دیتے ہیں۔ خود بھی بہہ جائیں۔ بلکہ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ان خود غرض لوگوں کی قلعی کھولیں۔ اور عوام کو ان کے شر سے محفوظ کریں۔ ہمارے ملکی حالات کے پیش نظر یہ ایک ایسا صحیح اصول ہے۔ کہ جسے ہمارے لیڈروں کو مدنظر رکھنا چاہیئے تھا۔ مگر انہوں نے اس کو مدنظر نہ رکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جس معاملہ سے (بقول عدالت) ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس عہدہ برآ ہو سکتے تھے۔ آخر اس کے شعلوں کو فرو کرنے کے لئے مارشل لاء کی ضرورت پڑی۔ اور نہ صرف عوام کے جان و مال خطرہ میں پڑ گئے بلکہ خود حکومت کو بھی سخت زحمت سے دوچار ہونا پڑا۔

خیر جو ہونا تھا ہوا۔ کاش اب بھی ہمارے لیڈر اس سے سبق حاصل کریں۔ اور اس اصول کی پابندی کریں۔ جو ہمارے ملک کے خاص حالات کے مطابق فاضل ججوں نے پیش کیا ہے۔ اور جس کی دانشمندی کے متعلق جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ فاضل ججوں نے اس تحریک کے متعلق "بچہ" کی جہاں یہ تمثیل پیش کی ہے۔ کہ "اگر مطالبات کو ایک بچہ تصور کیا جائے۔ تو احرار نے اسی بچہ کو جنم دیا۔ اور علماء نے اسے متبنیٰ بنانے کی استدعا کی۔ جنہوں نے یہ منظور کر لیا۔ مسٹر دولتانہ نے محسوس کیا کہ اگر یہ بچہ صوبے میں پلا۔ بڑھا تو یہاں شرارت کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے میر نور احمد کی مدد سے ایک نہر کھودی۔ اخبارات سے اس میں پانی ڈلوایا۔ اور خود ان کی مدد کی۔ اور اس بچے کو اس نہر میں چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بہتا ہوا خواجہ ناظم الدین تک پہنچ جائے۔ خواجہ صاحب نے اس بچے کی ظاہرا خوبصورت آنکھوں میں ایک بھولا اور ایسی شرانگیز شرارت جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ دیکھی چنانچہ انہوں نے اس بچہ کو گود میں اٹھانے کی بجائے اسے پھینک دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس بچے نے اپنے پیدائشی صوبہ میں ہنگامہ برپا کر دیا۔ جس نے خواجہ ناظم الدین اور مسٹر دولتانہ دونوں کو وزارت سے نکال دیا۔"

وہاں آخر میں یہ بھی فرمایا ہے کہ:۔

"یہ بچہ ابھی زندہ ہے۔ اور انتظار میں ہے کہ کوئی اسکو گود میں اٹھا لے۔ اور پاکستان کی خداداد مملکت میں ہر ایک کے لئے منصوبے موجود ہیں۔ سیاسی رہزن۔ طالع آزما۔ ایرا۔ غیرا۔ نتھو خیرا۔"

کیا ہم امید کریں۔ کہ ہماری حکومت ہمارے لیڈر اور ہمارے عوام فاضل ججوں کی ان تصریحات سے آئندہ کے لئے سبق حاصل کریں گے۔ اور سیاسی رہزنوں۔ طالع آزماؤں۔ اور ایرا غیرا نتھو خیرا کو اجازت نہیں دیں گے۔ کہ وہ اس بچہ کو پھر گود میں اٹھا لیں۔ اور عوام لیڈروں اور حکومت پر پہلے سے بھی زیادہ مصیبت لانے کا ذریعہ بنیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے زیر اہتمام کل پاکستان

انعامی تحریری مقابلہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسہ سالانہ کے ارشاد کے پیش نظر کہ جماعت کے احباب اپنے اندر علمی تحقیق کی عادت ڈالیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے ایک کل پاکستان تحریری مقابلہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ موضوع "مصلح موعود" کی پیشگوئی کا یہ حصہ ہوگا۔

"وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"

مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا۔

(۱) یہ مقابلہ صرف خدام تک ہی محدود ہوگا۔ (۲) مضمون زیادہ سے زیادہ ۲۵ صفحات فل سکیپ پر مشتمل ہو۔ اور صاف اور خوشخط لکھا ہو۔ (۳) تمام مضامین ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء تک نیچے دیئے ہوئے پتہ پر پہنچ جائیں۔ (۴) جج حضرات کا فیصلہ آخری ہوگا۔

نتیجہ کا اعلان ۱۵ اگست تک "الفضل" لاہور۔ "المصلح" کراچی۔ خالد ربوہ اور فرقان احمدنگر میں اشاعت کے لئے بھیج دیا جائیگا۔ انعامات اول۔ دوم۔ سوم آنے والوں کو سالانہ اجتماع ۱۹۵۲ء کے موقع پر دیئے جائیں گے۔ معیاری مضامین کو سلسلہ کے اخبارات میں شائع کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

(خاکسار محمد اشرف ناصر ناظم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ جودھامل بلڈنگ لاہور)

جماعت ہائے احمدیہ سرحد توجہ فرمائیں

ماہ مئی کی ۱۵ تاریخ تک جنرل سیکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ صوبہ سرحد پشاور کو مطلع فرماویں کہ:۔ (۱) آپ کے جماعت کے ممبروں کی تعداد بالغ اور نابالغ۔ مرد اور عورتیں کس قدر ہیں۔ (۲) آپ کی جماعت کے چندہ دہندگان ممبر کس قدر ہیں۔ اور بقایادار کس قدر ہیں۔ (۳) آپ کی جماعت کا لیڈر امیر ہے یا صدر۔ امیر یا صدر کا انتخاب کرنیوالے ممبر کتنے ہیں۔ اور کب انتخاب ہوا ہے۔ مرکز سے منظوری آئی یا نہ۔ اگر انتخاب نہیں ہوا۔ تو حسب قواعد مقامی صدر اور ضلع کا امیر یا صدر بہت جلد مقرر کر کے مرکز کو اور امیر صوبہ کو مطلع کرے۔ (۴) آپ کا سیکرٹری مال بتاوے۔ کہ آپ کی جماعت کا سالانہ بجٹ کیا تھا۔ اور سال بھر میں کس قدر چندہ وصول ہوا۔ اور باقی کس کے ذمہ کیا ہے۔ (۵) بقایا کی وصولی کا کیا انتظام ہے۔ خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی امیر جماعت احمدیہ صوبہ سرحد۔

مجلس مشاورت میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی اختتامی تقریر

اپنی اصلاح کرو۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ اور خدمت خلق میں نمایاں حصہ لو

مجلس شوریٰ کے تیسرے دن کی مختصر روئیداد

(۳)

سب کمیٹی تعلیم و تربیت کی رپورٹ

اس کے بعد مکرم چودھری فضل احمد صاحب نائب ناظر تعلیم و تربیت نے سب کمیٹی تعلیم و تربیت کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے متعلق مندرجہ ذیل احباب نے اظہار رائے فرمایا:۔

مکرم اختر صاحب نمائندہ لجنہ اماء اللہ۔ چودھری اسد اللہ خاں صاحب لاہور۔ ملک احسان اللہ صاحب لاہور۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب۔ چودھری شبیر احمد صاحب ربوہ۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ مولوی عبدالکریم صاحب جہلم۔ مولوی صدیق صاحب ربوہ۔ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب لاہور۔ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر ڈیرہ غازیخاں

بالآخر سب کمیٹی تعلیم و تربیت کی سفارشات کے متعلق یہ فیصلہ ہوا۔

(۱) جو سفارشات نظارت تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان پر نظارت ہذا اپنے وسائل کے مطابق عمل کرے اور کرائے۔ جماعتیں اس کے ساتھ پورا تعاون کریں گی۔

(۲) جن تعلیمی سکیموں کا ایجنڈے میں ذکر ہے۔ چونکہ ان کی تفصیل شوریٰ میں پیش نہیں کی گئی۔ اس لئے ان کے متعلق شوریٰ کے نمائندے اظہار رائے سے قاصر ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اختتامی تقریر

اب چونکہ ایجنڈے پر درج شدہ تمام تجاویز پر شوریٰ میں غور ہو چکا تھا۔ اس لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اطلاع کر دی گئی۔ چنانچہ حضور اختتامی تقریر اور دعا کے لئے پھر شوریٰ میں تشریف لائے۔ اور نمائندگان سے خطاب فرمایا۔ جس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حضور نے صدر انجمن احمدیہ سے تعلق رکھنے والے بعض امور کے متعلق ہدایات دینے کے بعد فرمایا۔ اس وقت ملک میں ہمارے خلاف بہت سی غلط فہمیاں پھیلا دی گئی ہیں۔ بہت سے ایسے الزامات ہم پر لگائے جاتے ہیں۔ جو سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں۔ حالانکہ ہم نے اگر حضرت مرزا صاحب کے لائے ہوئے اصولوں کو مانا ہے۔ تو محض اس لئے کہ ہمیں ان میں اسلام کا فائدہ نظر آتا ہے۔ مثلاً حیاتِ مسیح علیہ السلام کے عقیدے کو حضرت مرزا صاحب نے قرآن مجید کی رو سے باطل قرار دیا۔ اور یہ ایک کھلی واضح اور صاف بات ہے۔ کہ عقیدۂ حیات مسیح اسلام کی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا اور عیسائیت کو تقویت دینے کا موجب ہے۔

اسی طرح قرآن مجید میں نسخ آیات کے عقیدہ کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تردید فرمائی۔ اور ایک معمولی عقل کا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس عقیدہ سے قرآن مجید کی شرعی حیثیت کو سخت دھکا لگتا ہے۔ اور نسخ کے اصول کو مان کر قرآن مجید کا کوئی حصہ بھی قابلِ اعتماد نہیں رہتا۔ اسی طرح اگر ہم نے حضرت مرزا صاحب کے کہنے پر یہ مان لیا۔ کہ اللہ تعالےٰ جس طرح پہلے بولتا تھا۔ اسی طرح اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور یہ کہ جہاد کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے۔ کہ تلوار کے زور سے دوسروں کو مٹانے اور اسلام کو پھیلانے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ اس طرح خود مسلمانوں پر بھی دشمنانِ اسلام کو ظلم کرنے کا راستہ کھلتا ہے۔ تو بتاؤ آخر اس عقیدہ سے اسلام کی ہتک ہوتی ہے۔ یا عزت قائم ہوتی ہے۔ پس ہمارے خلاف سراسر غلط الزامات لگائے جاتے ہیں۔ تمہارا فرض ہے۔ کہ ان الزامات کا ازالہ کرو۔ بے شک ہم اس وقت ملکی فضا کے پیش نظر پاکستان کے مسلمانوں میں تبلیغ نہیں کرتے۔ لیکن اگر کوئی اعتراض کرتا ہے۔ اور الزام لگاتا ہے۔ تو اس کا جواب دینے سے دنیا کا کوئی معقول آدمی ہمیں روک نہیں سکتا۔

ہمیشہ مظلومیت جیتا کرتی ہے

حضور نے فرمایا۔ اس وقت تم مظلوم ہو۔ اور دنیا کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ ہمیشہ مظلومیت ہی جیتا کرتی ہے۔ پس مظلومیت سے مت گھبراؤ۔ بلکہ اسے ظاہر کرو۔ انسان کی فطرت اللہ تعالےٰ نے نیک بنائی ہے۔ اگر تم اپنی مظلومیت کو لوگوں پر ظاہر کرو گے۔ تو خود ظلم کرنے والوں کے بھائی بند ان کو ملامت کرنے لگ جائیں گے۔ پس ظلم ہونے دو۔ اگر تمہارے پاس اس ظلم کا ازالہ کرنے کی طاقت نہیں۔ تو نہ سہی۔ اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر لو۔ پس اپنی مظلومیت کو ظاہر کرو۔ جو اعتراض کرے اس کا جواب دے کر اس کی غلط فہمی کو دور کرو۔ مگر خدمت خلق کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ رکھو۔ اپنی اصلاح کرو۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ خدمتِ خلق میں حصہ لو۔ اور اتنا نمایاں حصہ لو۔ کہ دنیا اپنے لئے تمہیں ایک مفید اور نافع الناس وجود تسلیم کرے اور ساتھ ہی ساتھ دعاؤں پر زور دو۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہاری کوتاہیوں اور کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں جو استعدادیں عطا فرمائی ہیں۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتے ہوئے انہیں عقل اور فہم و فراست کے ساتھ استعمال کرو گے۔ تو پھر یقیناً اللہ تعالےٰ کی مدد تمہیں حاصل ہو جائے گی۔ اور جب اس کی مدد اور تائید تمہیں حاصل ہو۔ تو پھر دنیا تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی۔

پونے دو بجے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے تقریر ختم فرمائی۔ اور پھر مجمع سمیت لمبی دعا فرمائی۔ دعا کے بعد حضور واپس تشریف لے گئے۔ اور اس طرح جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت کا یہ سالانہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس دفعہ مجلس مشاورت میں کل ۳۲۱ نمائندگان نے شرکت فرمائی۔ اور مجلس کا اجلاس لجنہ اماءاللہ مرکزیہ کے ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں منتخب شدہ نمائندگان ٹکٹوں کے ذریعہ داخل ہوتے تھے۔

(خورشید احمد)

عہدیداران جماعت سے ضروری اپیل

آپ کو معلوم ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے آج سے قریباً سترہ سال قبل مجلس خدام الاحمدیہ قائم فرمائی تھی۔ جس کے ذمہ احمدی نوجوانوں کی تربیت کا اہم ترین کام لگایا گیا تھا۔ مجلس اپنی طاقت کے مطابق یہ کام بجالانے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ اور انشاء اللہ کرتی رہے گی۔ اسی مقصد کو زیادہ پُر اثر بنانے کے لئے مجلس نے ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ جو خالد کے نام سے قریباً ڈیڑھ سال سے جاری ہے۔ اور باقاعدہ نکل رہا ہے۔

میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ احباب سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ مجلس خدام الاحمدیہ کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں پوری مدد دیں۔ اس سے در اصل آپ کے کام خوش اسلوبی سے انجام پانے میں مدد ملے گی۔

آپ میں سے ہر ایک دوست ماہنامہ خالد کی خریداری قبول کر کے مجلس کی مدد کر سکتا ہے۔ رسالہ کے مضامین نوجوانوں کی تربیت کے لئے ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی نوجوان کو اس رسالہ کا خریدار ہونا چاہیئے۔ اور اپنے بچوں کے نام رسالہ جاری کرانا چاہیئے۔ امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ اس قومی پرچہ کی خریداری قبول فرما کر اپنے بچوں کی تربیت کرنے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے۔ نیز آپ اپنے حلقوں میں واپس جا کر اور احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف توجہ دلا کر اور نئے خریدار بنا کر نوجوانوں کے رسالہ کی اعانت فرمائیں گے۔ اس رسالہ کی سالانہ قیمت صرف ساڑھے چار روپیہ ہے۔ مینجر خالد ربوہ سے خط و کتابت فرمائیں۔ قیمت پیشگی مینجر خالد کے نام آنی ضروری ہے۔

(نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست ہائے دعاء

(۱) میرا بھائی منیر الدین بی۔اے کا امتحان دے رہا ہے۔ کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ عاجز عبدالرحیم ٹیلر آر۔پی۔اے۔ ایف پبلک سکول سرگودھا۔ (۲) محمد یوسف صاحب مہاجر کا چھوٹا لڑکا بعارضہ نمونیہ فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعائے نعم البدل فرمائیں مرزا محمد حسین چٹھی مسیح ترگڑی حال ربوہ۔ (۳) خاکسار کی والدہ محترمہ بعارضہ بخار اور پیچش بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ میسرز محمد اقبال محمد طفیل اوکاڑہ۔ (۴) خاکسار ایک محکمانہ امتحان میں ۱۰ اپریل کو شامل ہو رہا ہے۔ جملہ بزرگان و احباب سے خاص دعا کی درخواست ہے۔ سردار بشیر احمد از رسول۔ (۵) مکرم ضیاء الحق خاں صاحب کی اہلیہ صاحبہ کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ عبدالرحمن خاں از کوئٹہ۔ (۶) محمد عبدالغفور صاحب برادر صوبیدار محمد عبدالستار صاحب ڈرگ روڈ کچھ عرصہ سے دماغی عوارض میں مبتلا ہیں۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کامل شفا بخشے۔ سید نور الحق معرفت احمدیہ لائبریری ڈرگ روڈ کراچی۔

خریداران مصباح مطلع رہیں

مصباح کا سالانہ نمبر ماہ اپریل کی مقررہ تاریخ کو شائع نہیں ہوا۔ یکم مئی تک شائع ہو سکے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ کیونکہ پریس کی تبدیلی اشاعت میں مانع تھی۔

(مدیرہ مصباح ربوہ)

وی۔پی کا انتظار نہ کیا کریں۔ رقم دیر سے وصول ہوتی ہے۔ اور خرچ بھی زائد پڑ جاتا ہے۔

(مینیجر)

احرار مسلم لیگ کی تمام سرکردہ شخصیتوں پر کیچڑ اچھالتے رہے۔ ان کے نزدیک قائداعظم کافر اعظم تھے

جماعت اسلامی اس بات سے ڈرتی رہی کہ کہیں وہ اپنی ہر دلعزیزی نہ کھو بیٹھے

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا پانچواں باب

جماعت اسلامی کا موقف

مجلس عمل کی ۲۶ فروری کی کارروائی میں پہلے ڈکٹیٹر کی گرفتاری کے امکان کا جو واضح حوالہ موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ تحریک کے رہنماؤں کی گرفتاری ناگزیر ہو چکی تھی۔ اور خود ان رہنماؤں کو بھی اس بارے میں کوئی شک نہیں تھا۔ گرفتاریوں کے بعد جو واقعات ہوئے نہ صرف ان کے رہنماؤں کو ان کی پوری توقع تھی۔ بلکہ ان اقدامات کی بھی پوری توقع تھی۔ جو عوامی احتجاج اور مظاہروں سے نمٹنے کے لئے حکومت عمل میں لاتی۔ اس لئے جماعت کو اس پر اصرار زیب نہیں دیتا۔ کہ چونکہ ان فسادات کو دبانے کے لئے جو خطرناک صورت اختیار کر رہے تھے۔ حکومت نے طاقت استعمال کی۔ اس لئے سارا الزام اس پر آتا ہے۔ سید فردوس شاہ کو ایک پرجوش ہجوم نے چار مارچ کی شام کو مسجد وزیر خان کے نزدیک باہر ہلاک کیا۔ یہ واقعہ مشتہرہ حادثات کا نتیجہ تھا۔ لیکن اس کے بعد بھی جماعت اسلامی نے اس وحشیانہ قتل پر افسوس یا ناپسندیدگی کے اظہار کے لئے ایک لفظ تک نہ کہا۔ اس کے برعکس جماعت کے بانی نے اس عظیم آگ میں "قادیانی مسئلہ" پھینکا۔ ہمارا خیال ہے۔ ہم یہ کہہ کر جماعت کی ذہنیت کا پوری صحت سے جائزہ لے رہے ہیں۔ کہ ڈائرکٹ ایکشن کرنے کے لئے جو پروگرام وضع کیا گیا تھا جماعت اسلامی اگرچہ اس کو مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ تاہم وہ سارا وقت اس بات سے ڈرتی رہی کہ اگر اس نے اپنے حقیقی اور دیانتدارانہ نظریات عوام کے سامنے رکھ دیئے۔ تو وہ ہر دلعزیزی کھو بیٹھے گی اس لئے جماعت اسلامی اپنی ذہنیت اور موقف میں کسی دوسری سیاسی شخصیت یا جماعت سے مختلف نہیں تھی۔ اور کوئی ایسا کام کرنے سے جو اسے عوامی تنقید کا ہدف بنا دے اسی کی طرح ڈرتی تھی۔

غلط توجیہ

جماعت اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی طرف سے یہ توجیہ پیش کی گئی ہے۔ کہ مجلس عمل کا جو اجلاس ۱۸ جنوری ۱۹۵۳ء کی شام کو کراچی میں منعقد ہوا تھا۔ وہ بے ضابطہ اور غیر آئینی تھا۔ اور اس کے بعد جو بات کی گئی وہ خلاف ضابطہ تھی۔ ہمیں اس توجیہ میں کوئی جان نظر نہیں آتی۔ اگر سوال صرف جماعت اسلامی اور مجلس عمل کی دوسری جماعتوں کے درمیان ہوتا۔ اور عدالت سے یہ مطالبہ کیا جاتا۔ کہ وہ کارروائیوں میں آئینی پہلو کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر کرے۔ جس میں فریقین کے درمیان کسی حق یا ذمہ داری کے عائد کرنے کا تعین کرنا ہوتا۔ تو غالباً ہم جماعت اسلامی سے اتفاق کرتے لیکن ہمارے سامنے جو کارروائیاں ہیں۔ ان میں خلاف ضابطہ یا غیر آئینی ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جماعت اسلامی نے مجلس عمل پنجاب اور مرکزی مجلس عمل دونوں میں اپنا نام شامل کیا تھا۔ اس لئے یہ راست اقدام کی قرارداد میں شریک تھی اور مجلس عمل کے ۲۶ فروری کے اجلاس جس میں رضاکاروں کو بھیجنے اور لائحہ عمل کی تعمیل کے لئے ایک ڈکٹیٹر کے تقرر کا فیصلہ ہوا تھا۔ اس میں جماعت کا نمائندہ ایک فریق تھا۔ اس لئے یہ نکتہ تحقیقات میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

میانوالی کے غلام صادق اور سرگودھا کے غلام احمد شاہ کو مارشل لاء کے نفاذ کے کافی دیر بعد جماعت سے خارج کیا گیا تھا۔ اور اس سے کسی طرح جماعت کی پوزیشن بہتر نہیں ہوتی۔ متعدد اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں اور پولیس سپرنٹنڈنٹوں نے جو خفیہ رپورٹیں پیش کیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی کے ارکان نے فسادات میں حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں ڈپٹی کمشنر منٹگمری نے اپنی ۲، ۳ مارچ ۱۹۵۳ء کی ڈائری میں سلطان احمد کے نام کا ذکر کیا ہے۔ اور اسی ضلع سے جماعت کے ایک اور کارکن محمد حسین کا بھی ذکر کیا گیا ہے جسے گرفتار بھی کیا گیا۔ گوجرانوالہ اور راولپنڈی کے اضلاع کے پولیس سپرنٹنڈنٹوں کی رپورٹوں میں بھی جماعت کے ارکان کی سرگرمیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

احرار کی تخلیق

احرار کی تخلیق و تشکیل اور سرگرمیوں کا پورا بیان اس رپورٹ کے کسی ابتدائی حصہ میں درج ہے۔ احرار کی پالیسی کا سب سے بڑا اصول یہ ہے۔ کہ کسی کے پیچھے نہ چلا جائے۔ سیاسی اصول کی بنا پر وہ کانگرس سے آنکھ لڑاتے رہے۔ مسلم لیگ سے ان کے تعلقات کبھی خوشگوار نہ تھے۔ اور اس کا پاکستان بھی ان کے لئے قابل قبول نہیں تھا۔ جس زمانے میں مسلم لیگ قائداعظم کی رہنمائی میں قیام پاکستان کی جدوجہد کر رہی تھی۔ احرار مسلم لیگ کی تمام سرکردہ شخصیتوں پر کیچڑ اچھالتے انہیں گندی گالیاں دیتے۔ اور ان پر غیر اسلامی زندگی بسر کرنے کا الزام دھرتے تھے۔ ان کے نزدیک اسلام ایک ایسا ہتھیار تھا۔ جسے وہ اپنے سیاسی حریفوں کو شکست دینے کے لئے کبھی اٹھا لیتے اور کبھی ڈال دیتے۔ جہاں تک کانگرس سے ان کے تعلقات کا واسطہ تھا۔ ان میں وطن پرستی ان کا مسلک تھا۔ اور مذہب کی حیثیت محض انفرادی معاملہ کی تھی۔ لیکن جب مسلم لیگ سے ان کا مقابلہ ہوا۔ تو ان کے پیش نظر صرف [illegible] تھا جس کی انہیں بزعم خویش خدا کی طرف سے اجارہ داری ملی ہوئی تھی ان کا خیال تھا۔ کہ مسلم لیگ اسلام سے نہ صرف بیگانہ ہے۔ بلکہ اس کی کھلی دشمن ہے۔ ان کے نزدیک قائد اعظم "کافر اعظم" تھے۔ اسلامی طرز زندگی کیا ہے۔ اس کا جواب وہ سمجھتے تھے کہ وہ خود ہی جانتے ہیں۔ اور ان کے مقابلے میں مسلم لیگ کا ہر رکن دعوا کن حد تک غیر مذہبی زندگی بسر کر رہا ہے۔ مسلم لیگ کو وہ اسلام کے ہتھیار سے کس طرح شکست دینے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس کا جواب احرار رہنما مولانا مظہر علی اظہر کے بعض بیانات سے ظاہر ہے۔ یہی وہ صاحب ہیں۔ جن سے قائداعظم کو "کافر اعظم" قرار دینے والا شعر منسوب کیا جاتا ہے یہ بھلے مانس شیعہ ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک مدح صحابہؓ جان سے عزیز تر ہے۔ لکھنؤ میں جن دنوں شیعہ سنی لڑے ہوئے تھے انہوں نے اور ان کے صاحبزادے نے یہی نعرہ لگایا۔ جس سے ہر شیعہ مشتعل ہو جاتا ہے۔ باپ بیٹا دونوں شیعہ سنی فساد کی آگ کو ہوا دینے کے لئے لاہور سے لکھنؤ گئے۔ لاہور میں بھاٹی دروازے سے باہر احرار کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔ میں گذشتہ دو تین مہینے سے مسلم لیگ سے پوچھ رہا ہوں۔ کہ پاکستان میں صحابہ کرامؓ کے ناموں کا احترام ہوگا یا نہیں۔ لیکن مجھے اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔ انہوں نے کہا۔ کانگرس کے زیر اقتدار صوبوں میں جہاں ابھی تک حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ لیگ کو کوئی طاقت حاصل نہیں۔ اگر صحابہؓ کا نام احترام سے لینے کی اجازت نہیں دے رہے مولانا مظہر علی اظہر نے کہا۔ اگر اقتدار لیگ کو سونپ دیا گیا۔ تو صورت حال وہی ہوگی جیسے لکھنؤ اور ان صوبوں میں ہے جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ وہاں مدح صحابہؓ جرم ہوگی۔ آگے چل کر انہوں نے کہا۔ کہ اگر حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی مدح میں لکھنؤ اور محمود آباد میں ایک لفظ بھی نہیں کہا جا سکتا تو لیگ کی پاکستان میں کیا حالت ہوگی۔ اور مسلمان ایسے پاکستان سے کیا دلچسپی رکھ سکتے ہیں۔ "شہباز" ۲۵ نومبر ۱۹۴۵ء "وقت" نے اپنی ۲ نومبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں اسی بھلے مانس کا ایک مراسلہ ایک ممبر احرار لیڈر کے نام چھاپا تھا جہاں تک اس مراسلہ کی صحت اسلام کا تعلق ہے۔ ہم نے مولانا مظہر علی اظہر پر اس کے متعلق جرح کی۔ وہ کہتے ہیں کہ مراسلہ لکھے جانے کے متعلق ان کو پوری طرح یاد نہیں۔ لیکن جب یہ مراسلہ اشاعت پذیر ہوا لاہور کے کسی ممتاز پرچے نے اس کی تردید نہیں کی۔ ہمیں یہ سمجھنے میں گریز نہیں سکے یہ مراسلہ مولانا نے لکھا۔ لیکن یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ اس مراسلہ کی اشاعت سے باخبر نہ ہوں۔ اور اگر وہ تردید کرنے میں ناکام رہے۔ تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے۔ کہ اصل مراسلہ ان دنوں "وقت" کے قبضہ میں تھا اور اگر اس مراسلہ کے مصنف کا معاملہ ثبوت کے لئے پیش ہوتا تو اسے باآسانی ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس مراسلہ کا نفس مضمون پھر مدح صحابہؓ ہے اور ہم اس چیز کا اعادہ کر سکتے ہیں۔ کہ مولانا خود شیعہ ہیں۔ اس مراسلہ میں مولانا کہتے ہیں۔ کہ مدح صحابہ کا حربہ لیگ کے خلاف موثر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور حکومت اور لیگ اس مسئلہ پر ہتھیار پھینک دیں گی۔ انتخابات کا نتیجہ چاہے کچھ بھی ہو۔ مولانا کے اس رویہ سے یہ بات صاف اور واضح ہو جاتی ہے۔ کہ احرار اور دوسری پارٹیوں نے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو استعمال کیا

مشائخ کمیٹی

اس سلسلہ میں ہم ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کی اپنی ایک ایسی ہی تحریک کا اظہار بھی کر سکتے ہیں جس میں اس نے پاکستان بنانے کی جدوجہد میں حمایت حاصل کرنے کیلئے ان پیروں اور مشائخ کو اپنے ساتھ ملایا جن کے پیچھے مریدوں کی اچھی خاصی تعداد تھی مسلم لیگ نے عوام کی حمایت حاصل کرنے کے

یہ بات کامل وثوق سے کہی جا سکتی ہے۔ کہ احرار نے احمدیوں کی مخالفت کو اپنے پرانے اسلحہ خانہ سے محض ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر نکالا تھا

لئے ان پیروں اور مشائخ کو چن کر ساتھ ملایا۔ جن کے پیچھے مریدوں کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ مسلم لیگ نے عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے مشائخ کی ایک کمیٹی نامزد کی تھی جو بارہ ارکان پر مشتمل تھی۔ جس میں بعض چوٹی کے مذہبی لیڈر تھے۔ جن پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا تھا جیسے پیر صاحب مانکی شریف، پیر جماعت علی شاہ علی پور شریف کے خواجہ نظام الدین۔ ملتان کے مخدوم رضا شاہ وغیرہ لیکن اس میں دلچسپ بات یہ ہے کہ اس میں خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ، سردار شوکت حیات خان، ملک فیروز خان نون اور نواب محمد حیات قریشی جیسے اشخاص شریک کئے گئے۔ جن کی مذہبی حیثیت کچھ نہ تھی۔ صریحاً یہ ہے کہ انہیں مذہبی خطابات دیئے گئے خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ کو پیر ممدوٹ شریف بیان کیا گیا۔ سردار شوکت حیات کو واہ شریف کا سجادہ نشین، ملک فیروز خان نون کو دربار سرگودھا شریف اور نواب محمد حیات قریشی کو سرگودھا شریف کا سجادہ نشین اور اس کمیٹی کی فہرست میں اس کے سیکرٹری مسٹر ابراہیم علی چشتی کو دانشمند سجادہ نشین جیسا خیابانہ شریف، کا لقب دیا گیا تھا۔

مشائخ کمیٹی کے تقرر کا مقصد یہی ہو سکتا تھا۔ کہ سیاسی لیڈروں کو صاحب کے مذہبی لیڈروں میں شامل دیا جائے۔ اور انہیں مذہبی ترجمان کا درجہ دیا جائے۔ تاکہ وقت پڑنے پر وہ عوام کو آسانی سے ہموار بنا سکیں۔ اس ایجی ٹیشن کے دوران میں احرار کے اخبار "آزاد" کی ۱۷ار نومبر اور ۲۰ر دسمبر کی اشاعتوں میں دو تقریریں نقل کی گئی ہیں۔ ایک تقریر حافظ قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف اور دوسری قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی ہے۔ جن میں مذہبی بغاوت کو نہ صرف حق بجانب قرار دیا گیا ہے بلکہ اس عمل کو تقویٰ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جہاں تک احرار کا تعلق ہے انہوں نے سیاسی مقاصد کے لئے مذہب کو مسلسل استعمال کیا۔ انہوں نے مذہبی بنا پر کانگرس کو چھوڑا۔ احرار نے اسی بنا پر مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت کی۔ مولانا مظہر علی اظہر نے ۱۹ر ستمبر ۱۹۴۵ء کو امرتسر سے ایک بیان جاری کیا تھا۔ جس میں کہا تھا۔ مسلم لیگ کا نعرۂ پاکستان ایک سٹنٹ ہے۔ وہ نہ تو مسٹر جناح کو قائد اعظم تسلیم کرتے ہیں۔ اور نہ مسلم لیگ کو مسلمانوں کی جماعت [illegible] ہیں۔ کیونکہ مسٹر جناح کی زندگی غیر اسلامی ہے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ نعرۂ پاکستان سے دھوکے میں نہ آئیں۔ آئندہ انتخابات میں ان لوگوں کو ووٹ دینا چاہیئے جو عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ روزنامہ "لاہور" نے ۲۰ر دسمبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں احرار کے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی ایک تقریر شائع کی۔ جو انہوں نے احرار کانفرنس کے موقع پر علی پور میں کی تھی۔ اس تقریر میں امیر شریعت نے یہ بانگ دہل اعلان کیا تھا۔ کہ مسلم لیگی رہنما بے عمل لوگ ہیں جو نہ صرف اپنی عاقبت سے بے خبر ہیں۔ بلکہ دوسروں کی عاقبت بھی تباہ کر رہے ہیں۔ اور وہ مملکت جسے وہ جنم دینے کی کوشش کر رہے ہیں پاکستان نہیں خاکستان ہے۔ اسی رہنما نے پسرور میں اپنی تقریر میں کہا تھا۔ کہ کسی ماں نے ابھی تک کسی ایسے بچے کو جنم نہیں دیا۔ جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے۔ (دیکھو روزنامہ "جدید نظام" استقلال نمبر ۱۹۵۰ء) احرار رہنما چوہدری افضل حق نے اپنی اکثر تقریروں میں مسلم لیگ اور پاکستان کے نظریات کا حوالہ دیا ہے۔ (دیکھو خطبات احرار کے صفحہ ۱۴، ۴۲، ۸۳ اور ۹۹ پر درج ہیں)

"ذہن فاحشہ"

مولانا محمد علی جالندھری نے ۱۵ر فروری ۱۹۵۳ء کو لاہور میں ایک تقریر میں تسلیم کیا تھا۔ کہ احرار نے تقسیم کی مخالفت کی ہے۔ اور ان کے یہ نظریات بہت جلد عوام میں جاری و ساری نظر آئیں گے پاکستان سے پہلے اور بعد میں وہ پاکستان کے لئے "پلیدستان" کا لفظ بھی استعمال کرتے رہے۔ اس عدالت میں کپتان عبدالحی کی شہادت ثابت کرتی ہے کہ گروہ بندی کے دور ان میں بھی احرار کے لیڈر امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں اپنی تقریر میں پاکستان کو "ذہن فاحشہ" قرار دیا تھا۔ جسے احرار نے بہر مجبوری قبول کیا۔

تقسیم کے موقعہ پر احرار پاکستان میں شکست خوردہ اور مایوس پارٹی کی حیثیت سے آئے۔ بعض احرار لیڈر پیچھے ہی بیٹھ گئے۔ اور ۱۵ر جنوری ۱۹۴۷ء کے "زمیندار" کی رپورٹ کے مطابق آل انڈیا مجلس احرار نے ایک قرارداد منظور کی جس میں اپنی تنظیم کو ختم کرنے اور بھارت میں کانگرس کے علاوہ کسی دوسری سیاسی جماعت میں نہ ہونے کا تذکرہ تھا۔ قرارداد میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا تھا۔ کہ وہ کانگرس میں شامل ہو جائیں۔ اور مولانا ابوالکلام آزاد کو اپنا رہنما تسلیم کریں۔ انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ آئندہ اپنی سرگرمیاں خدمت خلق اور مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے تحفظ کے لئے وقف کر دیں گے۔ مزید برآں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا کہ وہ جمعیت العلماء میں شامل ہو جائیں۔ پاکستان میں وہ کچھ عرصہ خاموش رہے اور اپنے لئے نئے نظریات کی تلاش کرنے کے لئے کوشاں رہے۔ انہوں نے متعدد بار کہا کہ انہوں نے سیاسیات سے کنارہ کشی نہیں کی۔ اور وہ پاکستان میں حزب مخالف کا پارٹ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ (دیکھو "آزاد" مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۰ء، ۲۷ر مئی ۱۹۵۲ء اور "تعمیر نو" مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۴۹ء)

احمدیوں کے خلاف تبلیغ

ہم پہلے ہی واضح کر چکے ہیں۔ کہ بے عملی کی ایک مدت کے بعد احرار سیاسی جماعت کی حیثیت سے پھر سر نکالنے لگے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ ان کے سابقہ نظریات کا پاکستان میں کوئی مستقبل نہیں۔ اور مسلم لیگ ان کو ابھرنے نہ دے گی۔ انہوں نے اپنی سیاست کو مسلم لیگ کے حق میں سپرانداز کر دیا۔ اور اعلان کیا کہ آئندہ وہ اپنی سرگرمیاں تبلیغ (یعنی مذہبی پروپیگنڈے) تک محدود رکھیں گے۔ تبلیغ کے اس میدان میں ان کی سرگرمیوں کی ٹھیک نوعیت کیا ہو گی۔ اس کی انہوں نے کوئی وضاحت نہیں کی۔ لیکن ہمارے سامنے یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ان کی مہم میں احمدیوں کے سوا غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانا شامل نہیں تھا۔ اور ان کا تبلیغی پروگرام صرف احمدیوں کے خلاف تنہا احمدیوں کے خلاف تھا۔

احمدیوں سے ان کا عناد کوئی چوتھائی صدی کے قریب پرانا ہے۔ اور اگرچہ یہ کہنا تو درست نہیں کہ تقسیم سے قبل وہ احمدیوں اور ان کے عقائد اور سرگرمیوں سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے تھے۔ تاہم یہ بات کامل وثوق سے کہی جا سکتی ہے۔ کہ احرار نے اب احمدیوں کے خلاف بحث کو اپنے پرانے اسلحہ خانہ سے محض ایک سیاسی ہتھیار کی صورت میں نکالا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے ان کی فراست اور فیصلہ کی قوت کی بڑی بلیغانہ انداز میں شہادت دیتا ہے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ اگر وہ جذبات عامہ اور خود عوام کو احمدیوں کے خلاف ابھار سکیں تو کوئی شخص ان کی مخالفت کی جرأت نہیں کرے گا وہ سمجھتے تھے۔ کہ ان کی سرگرمیوں کی جس قدر مخالفت ہو گی۔ اسی قدر وہ ہردلعزیز ہو جائیں گے۔ آئندہ واقعات نے بتا دیا۔ کہ ان کا قیاس غلط نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنی توجہ احمدیوں کی مخالفت پر مرتکز کی اور اس کے بعد موقع خواہ تبلیغ کانفرنس کا ہو خواہ دفاع یا استحکام کانفرنس کا، یوم تشکر ہو یا یوم [illegible] مطالبات جو یہ تھے کہ اجتماع مسئلہ ہو لیشیاں ہی کا کیوں نہ ہو۔ سوال میں بھی ان کا بڑا ہی نہیں واحد موضوع احمدی اور احمدیت ہوتا۔ کانفرنس کا نام اور وقت یا اجتماع کی نوعیت محض ایک پردہ ہوتی۔ جس میں وہ اپنے واحد موضوع پر تقریریں کرتے۔

احرار کی چال

اگر وہ اس مذہبی بحث کو اس طرح چلاتے جس طرح دوسری مذہبی بحثیں چلتی ہیں۔ تو خاطر خواہ زیادہ حمایت میسر نہ آتی۔ لیکن وہ اس قدر ہوشیار تھے کہ انہوں نے بھانپ لیا۔ کہ مسلمان کے جذبات (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی شان میں حقیقی یا مفروضہ گستاخی پر جس آسانی اور تلخی سے بھڑکتے ہیں۔ اور ان کا غصہ جوش میں آتا ہے۔ اور کسی بات پر نہیں آتا۔ اس لئے انہوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ کہ ان کی سرگرمیاں رسول اکرمؐ کی نبوت کے تحفظ اور ان حملوں کو روکنے کے لئے وقف ہیں۔ جو احمدیوں نے آنحضرتؐ کے ناموس پر اپنے اس عقیدے کی اشاعت سے کئے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں تھے۔ اور ایک نبی اور بھی آیا ہے جس کا دعویٰ تھا۔ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہی نہیں۔ بلکہ آپ سے برتر تھا۔ یہ چال کارگر ثابت ہوئی۔ اور ان کے جلسوں میں بہت سے لوگ شامل ہونے لگے۔ چونکہ بعض احرار رہنما الفاظ و تراکیب کے انتخاب اور استعارہ و تشبیہ کے استعمال کے ماہر ہیں۔ اور اپنی تقریروں میں طنز و ظرافت کی روح جو وہ کتنی ہی پست قسم کی کیوں نہ ہو) آمیزش کر سکتے ہیں اس لئے وہ جلد ہی ہر دلعزیز ہونے لگے۔ حکومت کو اس پر تشویش لاحق ہوئی۔ اور وزیر اعلیٰ مسٹر دولتانہ نے ان کی سرگرمیوں کے بارے میں جو پہلا نوٹ لکھا تھا اس میں یہ صحیح اندازہ کیا۔ کہ وہ "اپنے لئے سیاسی طور پر زندہ رہنے کی جگہ حاصل کرنے کی سعی کر رہے ہیں" یہی رائے مولانا ابوالحسنات کی تھی جو انجام کار ڈائرکٹ ایکشن کے پہلے ڈکٹیٹر بنے۔ روزنامہ "مغربی پاکستان" مورخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۵۲ء میں مولانا ابوالحسنات کا ایک بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا تھا۔ کہ تحریک ختم نبوت احرار نے سیاسی مقصد سے چلائی ہے۔ بیان میں انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا تھا۔ کہ وہ سیاسی جماعت کو اس امر کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ مذہب کو ذاتی اغراض کیلئے استعمال کرے "مغربی پاکستان" مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۵۲ء میں احرار کی سرگرمیوں پر تبصرہ ہوا

احرار پاکستان کی نوزائیدہ مملکت کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی اس کے دشمن رہے

وہ بھی اسی نوعیت کا تھا۔ احرار کے مقاصد کو خان قربان علی خان انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب سے بہتر کوئی نہیں سمجھتا تھا۔ انہوں نے ہمیشہ اس حقیقت پر زور دینے کی کوشش کی کہ احرار نے جان بوجھ کر ایسا مسئلہ چنا تھا۔ جس میں کوئی ان کی مخالفت کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اس مسئلہ پر وہ مسلم لیگ کو آسانی سے شکست دے سکتے تھے۔ ملک کے مستقبل اور استحکام کے لئے اس مسئلہ کی پیچیدگیاں اس قدر اہم اور اثرات اتنے دور رس تھے کہ ہرچند حکومت کو بہت بڑی مشکل درپیش تھی تاہم کہیں نہ کہیں کسی کو کچھ فیصلہ کرنا تھا یہ ان مواقع میں سے تھا۔ جہاں ملک کی قیادت کا حقیقی امتحان ہوتا ہے۔

دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ احرار نے یہ کہکر کہ وہ اپنی سیاست کو ترک کر رہے ہیں۔ مسلم لیگ کی مخالفت کو ختم کرنے کا بندوبست کر لیا۔ اس کے کچھ دیر بعد تک حکومت مسلم لیگ سے احرار کے نئے اتحاد کے باعث ان کی سرگرمیوں کا کوئی اثر نہ لیتی رہی بلکہ ان سے واقعی پہلو تہی کرتی رہی۔ لیکن جب مسئلہ ختم نبوت پر وہ تقریباً تمام مذہبی جماعتوں کو اپنے گرد جمع کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو وہ کھل کر سامنے آئے اور دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت ان احکام کی خلاف ورزی کرنے لگے جو حکومت کی ہدایت کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں نے نافذ کر رکھے تھے۔ پہلے پہل تو یہ احکام جلسہ ہائے عام یا احرار کے جلسوں پر لاگو ہوتے۔ لیکن جب احرار نے مسجدوں میں جلسے شروع کر دیئے۔ تو دفعہ ۱۴۴ کے تحت احکام کو وہاں بھی نافذ کر دیا گیا۔ اس پر غم و غصہ کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔ کیونکہ احرار اب یہ قابل یقین الزام عائد کر سکتے تھے۔ کہ حکومت مساجد میں اجتماعوں کو روک کر مذہب میں مداخلت کرنے لگی ہے۔ یہ دلیل کافی آسانی سے کارگر ہوئی۔ اور اسی قدر موثر ثابت ہوئی۔ جس قدر وہ پہلی دلیل کہ احرار نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے ناموس رسول کا تحفظ کر رہے ہیں۔

یقین دہانی اور عہد شکنی

دفعہ ۱۴۴ کے تحت صادر ہونے والے احکام کی خلاف ورزی کے واقعات نہ صرف زیادہ ہونے لگے۔ بلکہ انہیں مقبولیت بھی حاصل ہونے لگی۔ جب احرار کے بعض قانون شکنوں پر مقدمات چلائے گئے تو ان کو مظلومین و شہداء کا درجہ دیا گیا۔ عوام کو یہ سمجھانے کے لئے کافی پروپیگنڈا کیا گیا۔ کہ نہ صرف مسجدوں پر عبادت گاہوں کی حیثیت سے اعتقادی فرائض کی ادائیگی پہ پابندی عائد کر دی گئی ہے بلکہ حکومت بڑی سختی سے ان لوگوں کو گرفتار کر رہی ہے۔ جن کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ مسجدوں میں نمازیں پڑھتے یا اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ ایسی دلیلیں تھیں۔ جن کا کوئی توڑ نہ تھا اور حکومت نے اس مہلک پروپیگنڈا کو رد کرنے کے لئے اس مختصر سے اعلامیہ کے سوا کچھ نہ کہا کہ کسی کے مذہب میں مداخلت اس کا مقصد نہیں ہے جب احرار نے حکومت سے سمجھوتے کا ابتدا کیا اور وہ یقین دہانی کرائی جس کا علم یقین دہانی کرانے والوں کے سوا اور احرار کے بھی کسی دوسرے کارکن کو نہ تھا۔ تو حکومت نے اسے فوراً تسلیم کر لیا۔ یقین دہانی یہ تھی کہ وہ کسی احمدی کو قتل نہیں کریں گے یا اسے توہین یا اسے بے عزت نہیں کریں گے۔ اس یقین دہانی کو قبول کرنے کے بعد حکومت نے سترا یا فتہ احرار کارکنوں کو رہا کر دیا۔ اور جن کارکنوں کے خلاف دفعہ ۱۴۴ کے تحت مقدمے چل رہے تھے وہ سب واپس لے لئے۔ اپنی روایات کے عین مطابق احرار نے اپنی سرگرمیاں پھر شروع کر دیں۔ لیکن اب کی بار وہ زیادہ زور اور سختی سے شروع کی گئیں۔ کیونکہ نہ تو کوئی دفعہ ۱۴۴ تھی جس کی خلاف ورزی ہوتی نہ کوئی مقدمات تھے جو چلائے گئے اور نہ انتظامی حکام کی طرف سے باز پرس ہی ہو جاتی۔

بغاوت کا ساز و سامان

اس کے بعد خواجہ ناظم الدین سے گفت و شنید شروع ہوئی۔ جنوری کی کراچی کنونشن اور اس کی تشکیل کی ہوئی مجلس عمل کی طرح اس گفت و شنید میں بھی احرار پیش پیش اور چھائے ہوئے رہے۔ رضاکاروں کی بھرتی اور فنڈ جمع کرنے کا کام بھی اگرچہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے نام پر ہوا تاہم یہ احرار ہی نے کیا۔ مولانا اختر علی خاں نے خود فنڈ جمع کرنے کی جو ساعی کیں وہ زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئیں اس طرح شہری بغاوت کا سارا ساز و سامان احرار ہی نے فراہم کیا۔ احرار لاہور کی آل مسلم پارٹیز کنونشن پر بھی چھائے رہے۔ جو انہی کوششوں سے وجود میں آئی تھی۔ مجلس عمل میں انہوں نے اپنے حق سے زیادہ حصہ لیا۔ اور اس مجلس کے بعض ایسے ارکان جنہیں دوسری جماعتوں نے منتخب کیا۔ وہ بھی درحقیقت احراری ہی تھے۔ سب سے آخری بات یہ ہے۔ کہ گرفتار ہونے والوں اور جیل جانے والوں میں سب سے زیادہ تعداد احرار ہی کی تھی۔ اس طرح وہ فسادات کے براہ راست ذمہ دار تھے۔

قابل ملامت رویہ

احرار کا رویہ سب سے زیادہ پر زور تبصرہ مستحق ہے اور خاص طور پر قابل مذمت ہے۔ ہم کوئی نرم لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک دینی مقصد کو دنیوی اغراض کے لئے استعمال کر کے اس کی بے حرمتی کی۔ اور اپنی ذاتی مقاصد کے لئے مذہبی اتھ مندی اور عوام کے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ یہ کہنا کہ احرار جو کچھ کر رہے تھے اس میں وہ مخلص تھے ایسا بات ہے جو خود ہی یقین کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی گزشتہ زندگی اتنی عریاں طور پر متناقض ہے کہ کوئی بھی توقع ہی ان کی مذہبیت سے گمراہ ہو سکتا تھا۔ خواجہ ناظم الدین نے انہیں پاکستان کا دشمن قرار دیا اور وہ اپنی سابق سرگرمیوں کی بنا پر ان کی اس تعریف کے پورے مستحق تھے۔ وہ اس نوزائیدہ مملکت کے معرض وجود میں آنے کے بعد بھی اس کے دشمن رہے۔ ان کے بعد کے رویہ سے پوری طرح ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ جو پارٹی پاکستان مسلم لیگ اور اس کے تمام رہنماؤں کی مخالف اور کانگرس کی خوشنودی تھی۔ وہ فوراً اپنے نظریات بدل کر ایک ایسی مملکت میں اسلام کے واحد اجارہ دار کی حیثیت کس طرح اختیار کر سکتی تھی۔ جس کے معرض وجود میں آنے کی مخالفت کرنے .... میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ کیا احرار نے اپنا نصب العین تقسیم کے بعد دریافت کیا؟ پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے متعلق ان کا نعرہ اس وقت کہاں تھا۔ جب وہ ان لوگوں اور افراد کے خلاف سر دھڑ کی بازی میں مصروف تھے۔ اور مسلمانوں کے لئے ایک وطن کا مطالبہ کر رہے تھے؟ اور کیا انہیں اب بھی کانگریس کی خوشنودی حاصل نہیں ہے۔ اگر حالیہ اخباری اطلاعات درست ہیں تو کیا وہ اب بھی بھارت میں واحد مسلم جماعت کی سرتوڑ مخالفت نہیں کر رہے۔ اور کانگرس کا ساتھ نہیں دیتے؟ کیا ان کے بھارتی ساتھیوں کو جو اب بھی اپنے آپ کو احرار کہتے ہیں۔ کانگریس نے کشمیر میں کشمیریوں کو بخشی حکومت قبول کرنے کا ذلیفہ تفویض نہیں کیا؟ اگر یہ سب باتیں درست ہیں۔ تو پاکستان کے سادہ لوح لوگ ہی ان کے مذہبی جوش کے اظہار سے بیوقوف بن سکتے تھے۔

معرکہ دین و وطن

پاکستان میں احرار جس قسم کے نظریات نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کو ان کا قائل کرنے کے متعلق ان کے صدر کے خیالات درج ذیل ہیں:

سوال:- کیا آپ کو اقبال اور نہرو کی بحث کا کچھ علم ہے؟

جواب:- جی ہاں

سوال:- از راہ کرم بتایئے دونوں میں کس موضوع پر بحث ہوئی تھی؟

جواب:- نہرو وطن پر زور دے رہے تھے لیکن علامہ اقبال "دین" پر زور دے رہے تھے۔

سوال:- تو پھر احرار اور علامہ اقبال کے نظریات میں واضح اختلاف تھا؟

جواب:- جی ہاں تھا

سوال:- احرار نے ان حالات میں اپنے نظریات کیوں بدلے؟

جواب:- جب تک ہم کانگرس میں رہے ہم ایک سیاسی جماعت تھے۔ لیکن جب پاکستان قائم ہونے لگا تو ہم نے اپنے کو ایک مذہبی جماعت بنا لیا۔

سوال:- جب احرار کانگرس کا ساتھ دے رہے تھے۔ تو کیا اس وقت وہ اپنے مذہب کے جزو کے طور پر یہ سمجھتے تھے کہ غیر منقسم ہندوستان میں اچھی رعایا بن سکتے تھے۔

جواب:- جی ہاں

سوال:- کیا آپ کا مذہبی خیال ابھی تک یہی ہے؟

جواب:- جی نہیں

سوال:- کیا احرار نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعت تھی؟

جواب:- جی ہاں

سوال:- کیا ان کے نظریات وہی تھے۔ جو کانگرس کے تھے؟

جواب:- جی ہاں

سوال:- کیا جمعیۃ العلماء (ہند) بھی نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعت تھی؟

جواب:- جی ہاں

سوال:- کیا آپ کے خیال میں مسلمان اس مجوزہ آئین کے تحت ایک مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکتے تھے۔ جس کا خاکہ احرار دار

احرار جیسا ماضی رکھنے والی کوئی جماعت بھی اگر اس میں مذہبی مسئلہ اٹھانے کی سوجھ بوجھ ہو حکومت کا تختہ الٹ سکتی ہے

کانگرس نے تیار کیا تھا؟

ج:- جی ہاں۔

س:- کیا آپ کی ابھی تک یہی رائے ہے؟

ج:- جی نہیں۔

س:- کیا کانگرس اور احرار کے نظریات میں وطن سب سے بڑا عنصر تھا؟

ج:- جی ہاں۔

س:- کیا آپ کانگرس کے اس نظریے سے ہم آہنگ تھے؟

ج:- جی ہاں۔

س:- کیا آپ پاکستان کی رعایا کے لئے وہی نظریات متعین کر سکتے ہیں۔ جو کانگرس سے اشتراک کے ایام میں آپ کے تھے؟

ج:- جی نہیں۔

اس پر اس سے زیادہ تبصرہ تحصیل حاصل ہے۔ کہ پاکستان میں احرار جیسے ماضی والی جماعت بھی حکومت کا تختہ الٹ سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں ایک بظاہر قابل قبول مذہبی مسئلہ کھڑا کرنے کی سوجھ بوجھ ہو!

احمدی

احمدی براہ راست فساد کے ذمہ دار نہیں ہیں کیونکہ فسادات اس اقدام کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئے جو حکومت نے اس پروگرام کے خلاف کیا۔ جو آل مسلم پارٹیز کنونشن نے ڈائرکٹ ایکشن کی قرارداد کے تحت بروئے کار لانے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن یہ مطالبات احمدیوں کے متعلق تھے۔ اور بالآخر ان کے مخصوص عقائد و مشاغل اور اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان فرق پر زور دینے کی وجہ سے کئے گئے تھے یہ عقائد اور مساعی بلاشبہ ان مطالبات کے لئے موقع فراہم کرنے کا موجب ہیں۔ اسلئے یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ آیا فسادات کو تقویت دینے میں احمدیوں کا بھی کوئی حصہ تھا یا نہیں۔ عام مسلمانوں سے ان کے اختلافات نصف صدی سے بھی زیادہ پرانے ہیں۔ اور تقسیم سے قبل تک وہ بغیر کسی رکاوٹ کے تبلیغ کرتے رہے۔ اور لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرتے چلے آرہے تھے۔ پاکستان قائم ہوتے ہی تمام صورت حال بدل گئی۔ اس حال میں کہ ابھی اس قسم کی کوئی پالیسی وضع نہیں ہوئی تھی کہ دیگر مذہب کی علی الاعلان تبلیغ یا اسلام کے اندر کسی فرقہ وارانہ عقیدے کی تلقین کی کیا حدود متعین کی جانی چاہئیں۔ احمدیوں کو یہ خیال رہا کہ ان کی مساعی کو ناپسند نہیں کیا جائے گا اور مملکت میں ان کا نوٹس نہیں لیا جائے گا

تو وہ اپنے آپ کو مخاطرہ میں ڈال رہے تھے۔ بدلے ہوئے حالات کے مطابق ان کی مساعی میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ تحدید کے ساتھ تبلیغ اور غیر احمدی مسلمانوں کی طرف تلطف غوث جو اسے چاہئے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی کوئٹہ والی تقریر جس میں انہوں نے صوبے کی تمام آبادی کو اپنا ہم عقیدہ بنانے اور اس صوبہ کو مزید جدوجہد کے لئے بیس کے طور پر استعمال کرنے کا ذکر کیا تھا۔ نہ صرف مناسب نہیں تھی۔ بلکہ غیر محتاط اور برافروختہ کرنے والی تھی۔ اسی طرح اپنے پیروؤں کو یہ ہدایت کہ وہ احمدیت کو پھیلانے کی غرض سے اپنے پروپیگنڈے کو زیادہ کر دیں۔ تاکہ ۱۹۵۲ء کے اختتام تک تمام مسلمان احمدیت کی آغوش میں آجائیں۔ اپنا ہم عقیدہ بنانے کی جدوجہد کا کھلا نوٹس تھی۔ پھر ان لوگوں کو جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتے تھے۔ دشمن یا مجرم یا محض مسلمان کہنا ان مسلمانوں کو برافروختہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا جن کی توجہ ایسے حوالوں کی طرف مبذول کرائی جاتی تھی۔ احمدی افسر دوسروں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کی مساعی میں دل سے حصہ لینے کو اپنا مذہبی فرض سمجھتے تھے۔ اس رویہ سے احمدیوں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ کہ جہاں انہیں سرکاری سہارا حاصل ہو یا حاصل ہونے کی توقع ہو۔ وہ حصول مقصد کے لئے زیادہ تندہی سے کام کریں۔ ہمیں پورا یقین ہے۔ کہ اگر ضلع منٹگمری کا انتظامی سربراہ احمدی نہ ہوتا۔ تو احمدی غیر احمدی دیہی بستیوں میں پروپیگنڈا مشن بھیجنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب ایک افسر اپنے فرقہ وارانہ نظریات کا کھلے بندوں اظہار کرتا ہے۔ جیسا کہ بعض احمدی افسران نے کیا۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے تنازعات میں جن میں خود اس کے اپنے فرقے کا کوئی فرد ایک فریق ہو۔ اس کی غیر جانبداری پر اعتماد قائم نہیں رہتا۔ اس کا فیصلہ خواہ کتنا ہی درست اور منصفانہ کیوں نہ ہو اگر وہ فیصلہ اس پارٹی کے خلاف ہو گا۔ جو اس افسر کے فرقے سے تعلق نہیں رکھتی۔ تو ایسی پارٹی کے لئے اس تاثر سے بچنا ناممکن ہو جائے گا۔ کہ وہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر ناانصافی کا شکار ہوئی ہے۔ اس لئے افسروں کا یہ رویہ بدقسمتی کا حامل تھا۔ اور یہ اصول سے کسی حد تک نادانستگی پر دلالت کرتا تھا۔ جب ہر ایک افسر کو اپنے ظاہری رویہ میں محتاط رہنا چاہئے۔ اس لئے اگرچہ ہمیں اطمینان

ہے کہ احمدیوں پر براہ راست فسادات کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ لیکن ان کے رویہ نے ان کے خلاف عام ایجی ٹیشن کا موقعہ دیا۔ اگر ان کے خلاف جذبات اتنے شدید نہ ہوتے تو ہمارے خیال میں احرار کسی صورت اپنے گرد ہر قسم کی غیر آہنگ مذہبی جماعتوں کو جمع کرنے میں کامیاب نہ ہوتے۔

مسلم لیگ کا حصہ

تحریک تحفظ ختم نبوت کے متعلق مسلم لیگ کے متعدد سرکاری رہنماؤں کی سرگرمیوں اور ان کے نتیجہ میں رونما ہونے والے فسادات کی تفصیل [illegible]

آچکی ہے۔ یہاں صرف ان بڑے بڑے واقعات کا تذکرہ ضروری ہے۔ جن سے مسلم لیگ کا من حیث الجماعت یا لیگ کے ان منفرد ارکان اور عہدیداران کا واسطہ ہے۔ جو جماعتی ڈسپلن کے تحت آتے ہیں۔ یاد ہو گا۔ کہ زیر تبصرہ ایام میں ۱۶ اپریل ۱۹۴۹ء سے ۲۰ اگست ۱۹۵۰ء تک میاں عبدالباری ۲۰ اگست ۱۹۵۰ء سے ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک صوفی عبدالحمید اور ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۱ء سے میاں ممتاز دولتانہ صوبہ مسلم لیگ کے صدر رہے۔ (باقی)

امریکہ عراق کو فوجی مدد دے گا

بغداد ۲۶ اپریل:- حکومت عراق نے اعلان کیا ہے۔ کہ امریکہ عراق کو فوجی امداد دے گا۔ عراق کو یہ امداد کسی شرط کے بغیر دی جارہی ہے۔ سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ امریکی امداد عراقی فوج کو مضبوط بنانے کے لئے حاصل کی جارہی ہے۔ اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ عراق نے گذشتہ مارچ میں امریکہ سے فوجی امداد کی درخواست کی تھی۔

یاد رہے۔ ۲۵ فروری کو پاکستان اور امریکہ کے درمیان فوجی امداد کے معاہدے کے اعلان کے بعد امریکہ کے باخبر حلقوں میں مسلسل یہ توقع ظاہر کی جاتی رہی۔ کہ پاکستان کے بعد عراق کو امریکہ سے فوجی امداد ملے گی۔ بعد میں بعض مصری رہنماؤں نے پاکستان کے لئے امریکی امداد کی مخالفت کی۔ اور یہ دعویٰ کیا۔ کہ کوئی عرب ملک عرب لیگ کے بالا بالا امریکہ سے فوجی امداد قبول نہیں کرے گا۔ لیکن آج عراق کی طرف سے سرکاری طور پر امریکہ کی فوجی امداد کے فیصلہ کو اعلان کر دیا گیا۔

بغداد ریڈیو کی اطلاع کے مطابق امریکہ نے عراق کی درخواست پر سیاسی یا اور کسی قسم کی پابندی کے بغیر فوجی امداد دینا منظور کر لیا ہے۔ عراق کے لئے فوجی امداد منظور کرنے سے ان ملکوں کی تعداد اب ۲۹ ہو گئی ہے۔ جو باہمی امدادی پروگرام کے تحت امریکہ سے امداد لے رہے ہیں۔

امریکہ سعودی عرب کی طرف سے بھی فوجی امداد کی درخواست پر غور کر رہا ہے۔

اُردن کو امریکہ کی پیشکش!

عمان ۲۶ اپریل:- حکومت امریکہ نے حکومت اردن کو مطلع کیا ہے کہ وہ اردن کے متعدد اقتصادی منصوبوں کے لئے اسے اسی لاکھ ڈالر دینے کو تیار ہے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ پیشکش عمان میں امریکی سفارت خانے کے ایک مراسلے کے ذریعے کی گئی ہے۔ جس میں امداد کی شرائط بھی بیان کی گئی ہیں۔

حکومت اردن اس مراسلے پر غور کر رہی ہے۔

درخواست دعا

ہمارے والد صاحب تقریباً ایک ماہ ہوا کہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے ان کے ترکہ کے بارہ میں جھگڑا کھڑا کیا ہوا ہے۔ اور مقدمہ کی صورت بھی پیدا کر دی ہے۔

احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین کو ہدایت دے۔ اور ہمیں اس مقدمہ میں کامیابی عطا فرمائے۔

طالب دعا:- شیخ معراج الدین محمد نور الدین پنساری۔ بازار کسیریاں گوجرانوالہ